استحالہ (انقلاب ماہیت) فقہ کی روشنی میں: ایک تحقیقی جائزہ

ISTEHAALA (CHANGE IN STATE) IN THE LIGHT OF ISLAMIC JURISPRUDENCE: A RESEARCH ANALYSIS

فیصل اقبال*، محمد نعمان**

Abstract:
Najasat is from Najas which means filth or dirt. Basically, najas is 'infinitive' and was later on used as noun. Whether najasat is hukmi (legislative)or haqiqi (physical) its removal from human body and cleanliness from it is necessary under Islam. The sacred Shariah has ordained different methods of getting rid of dirt and obtaining purity. For instance, 'Hadas' isnajsathukmi (legislativefilthiness) and rid of it is ablution or 'ghusal' (bath/shower) and in case water is not available or in case of disease the way to get rid of dirt is 'tayamum'. Similarly, getting rid of najasathaqiqi (physical dirt), on the body or cloth, is through washing and 'ghusal'. Although the removal of najasathaqiqi (physical dirt) is possible in other ways also as the body part or cloth gets clean but there is a question. The question is whether the change in the state of dirt will make things clean? We find guidance in "Shariah Mutahhara" (the Pure Law). Jurists have defined the process of change in the state of dirt/filth as 'istehaala'. In the following is a research discussion on the literal and metaphorical definitions and function of 'istehaala'.

Keywords: Najasat, Shariah Islamiyya, Fiqh, Jurists, Istehaala, Cleanliness.

تمہید

نجاست نجس سے ہے جو ہر گندگی کو کہا جاتا ہے۔ اصل میں نجس مصدر ہے پھر اس کا استعمال بطور اسم بھی کیا جانے لگا۔ اسی طرح نجاست پر حکمی اور حقیقی کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے۔ نجاست چاہے حکمی ہو یا حقیقی، انسان کے جسم سے اسے زائل کرنا اور پاک کرنا ضروری ہے۔ مختلف نجاستوں سے تطہیر اور پاکی کے حصول کے شریعتِ مطہرہ نے مختلف طریقے مقرر کیے ہیں۔ مثلاً حدث ایک نجاست حکمی ہے اور اس سے تطہیر اور پاکی غسل اور وضو کرنا ہے۔ اور پانی کی عدم دستیابی یا مرض وغیرہ کوئی وجہ ہو تو پاکی کے حصول کا طریقہ تیمم ہے۔ اسی طرح بدن یا کپڑے وغیرہ سے نجاست حقیقی سے پاکی دھونے اور غسل سے حاصل کی جاتی ہے۔ اگرچہ نجاست حقیقی کو بدن یا کسی بھی چیز سے زائل اور ختم کرنے سے بھی وہ چیز اور حصہ بدن پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ

* HM GMS ChakPansial, Darband, Mansehra, KP, Pakistan

** Visiting lecturer, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat, KP, Pakistan

اگر نجاست کی حقیقت اور ماہیت کو تبدیل کر دیا جائے، تو کیا وہ پاک ہو جائے گی؟ شریعتِ مطہرہ میں ہمیں اس کی رہنمائی ملتی ہے۔ چنانچہ فقہاء کی اصطلاح میں کسی نجاست اور گندگی کی حقیقت اور ماہیت بدل کر کسی اور چیز میں تبدیل ہونے کو استحالہ کہتے ہیں۔ ذیل میں استحالہ کی لغوی، اصطلاحی تعریف اور حکم کے بارے میں ایک تحقیقی بحث ہے۔

نجاست کے باب میں ایک اہم بحث استحالہ کی ہے، استحالہ کو ''انقلاب ماہیت'' (change of Nature) بھی کہتے ہیں۔

لغت میں ''استحالہ'' کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"استحال الشيئ تغير عن طبعه ووصفه"[1]

(استحالہ ایک چیز کے اپنی طبیعت اور وصف بدل دینے کا نام ہے۔)

''استحالہ'' کی اصطلاحی تعریف شرعًا:

"تبدل اوصاف النجاسة ومعانيها، حتى تخرج عن كونها نجسة بانعدام أوصاف النجاسة فيها"

(یعنی نجاست کے اوصاف اور معانی کا اس طرح تبدیل ہونا ہے کہ نجاست کے اوصاف ختم ہونے کی وجہ سے وہ نجاست سے ہی نکل جائے۔)

جب ناپاک چیز تبدیل ہو کر کسی اور چیز میں تبدیل ہو گئی، تو اس کو پاک گردانا جائے گا، یہ اس لئے کہ شریعت نے نجاست کا وصف اس حقیقت پر لگایا تھا، جب حقیقت ہی بدل گئی تو اب حکم دوسری حقیقت پر لگے گا۔ لہذا جب مردار نمک بن جائے تو نمک کی حقیقت اور ماہیت دوسری ہے، تو اس پر نمک کے احکام جاری ہونگے۔ اس کی نظیر شریعت میں ناپاک نطفہ ہے، جب وہ اپنی صفات بدل کر مضغہ بن جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انگور کا مشروب شراب بن جائے تو نجس اور ناپاک، لیکن جب سرکہ بن جاتا ہے تو پاک اور مرغوب بن جاتا ہے۔

دورِ حاضر کی معتبر فقہی انسائیکلوپیڈیا ''الموسوعۃ الفقھیۃ'' میں استحالہ کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

"فالاستحالة قد تكون بمعنى التحول كاستحالة الأعيان النجسة من العذرة والخمر والخنزير وتحولها عن أعيانها وتغير أوصافها وذلک با الاحتراق أو بالتخليل أو بالوقوع في شيء"[2]

(استحالہ کبھی کسی چیز کے اپنی حالت بدل دینے سے ہوتا ہے، مثلًا: گوبر، شراب، اور سور جیسی نجس اشیاء کا اپنی ذات سے پھر جانا اور ان کی صفات کا بدل جانا، اور یہ تبدیلی کبھی چیز کے جلا دینے سے یا شراب کو سرکہ بنانے سے یا کسی چیز میں ڈال دینے سے ہوتی ہے۔)

اوراس کے بعد استحالہ کا حکم یوں بیان کیا گیا ہے:

"تحول العین وأثرہ في الطھارۃ والحل"(3)

(ایک چیز کے بدل جانے کا اثر اور حکم پاک اور حلال ہونے میں۔)

استحالہ سے متعلق فقہاء کے اقوال

''الموسوعۃ الفقھیۃ''میں ہے:

"ذھب الحنفیۃ والمالکیۃ وھو روایۃ عن أحمد الی أن نجس العین یطھر بالاستحالۃ فرماد النجس لایکون نجساً – ولا یعتبر نجسا ملح کان حماراً أو خنزیرا أو غیرھما ... ولأن الشرع رتب وصف النجاسۃ علی تلک الحقیقۃ فینتفی بانتفائھا فاذا صار العظم واللحم ملحاً أخذ حکم الملح لأن الملح غیر العظم واللحم ونظائر ذلک فی الشرع کثیرۃ"(4)

(حنفیہ، مالکیہ اور (باعتبار ایک روایت کے) امام احمدؒ اس طرف گئے ہیں کہ کوئی بھی نجس العین چیز اپنی حالت بدل دے تو مطہر ہو جاتی ہے، نجس چیز کی راکھ نجس نہیں ہوتی اور وہ گدھا یا خنزیر یا کوئی بھی ناپاک جانور نمک بن جائے تو پھر ناپاک شمار نہیں ہوتا، کیونکہ شریعت نے ناپاکی کا حکم اس گندگی کی حقیقت پر لگایا تھا جب وہ گندگی باقی نہیں رہی پوری طرح مٹ گئی تو گندگی کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، پس جب وہ ناپاک گوشت اور پوست نمک بن جائے تو اس پر نمک ہی کا حکم لگے گا، اس لئے کہ اب یہ صرف نمک رہ گیا ہے، گوشت پوست وغیرہ کچھ نہیں رہا کہ اس کا حکم لگے اس جیسی مثالیں شریعت میں بہت سی ہیں۔)

اس تفصیل سے یہ ظاہر ہو گیا کہ کسی چیز کا استحالہ اس کے اوصاف کا متغیر اور زائل ہو جانا ہے۔ اب ائمہ اربعہ کے نزدیک انقلاب ماہیت کو قدرے تفصیل سے ذکر کریں گے۔

احناف کے نزدیک انقلاب ماہیت

ائمہ احناف نے انقلاب ماہیت میں اپنے مسلک کی بنیاد اس بات پر رکھی ہے کہ انقلاب ماہیت سے نجاست زائل ہو جاتی ہے، اور حکم تبدیل ہو جاتا ہے، چنانچہ علامہ ابن عابدینؒ الدر المختار کی عبارت:

"(والمسك طاھر حلال) ... (وکذا نافجتہ) طاھرۃ, وکذا الزباد أشباہ لاستحالتہ إلی الطیبیۃ"

پر حاشیہ میں رقم طراز ہیں:

"(قولہ طاھر حلال)، للأنہ وإن کان دما فقد تغیر فیصیر طاھرا...، والمراد بالتغیر الاستحالۃ إلی الطیبۃ وھي من المطھرات عندنا"

(ان کے قول طاہر اور حلال کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ پہلے خون تھا تو اب تبدیل ہو چکا ہے، لہذا پاک ہوگا۔ اور یہاں تغیر سے مراد پاک چیز میں تبدیل ہو جانا ہے، اور وہ (استحالہ) ہمارے نزدیک مطہرات (پاک کرنے والوں میں) سے ہے۔)

علامہ ابن نجیمؒ پاک کرنے والی چیزوں میں ''انقلاب ماہیت'' کو شامل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"فإن كان في الخمر فلا خلاف في الطهارة، وإن كان في غيره كالخنزير والميتة تقع في المملحة فتصير ملحا يؤكل والسرقين والعذرة تحترق فتصير رمادا تطهر عند مُحَمَّد خلافا لأبي يوسف وضم إلي مُحَمَّد أبا حنيفة في المحيط وكثير من المشائخ اختاروا قول مُحَمَّد. وفي الخلاصة وعليه الفتوى وفي فتح القدير أنه المختار؛ لأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة وتنتفي الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل فإن الملح غير العظم واللحم فإذا صار ملحا ترتب حكم الملح"(5)

خلاصہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کے بارے میں فقہاء حنفیہ کی عبارتوں سے جو بنیادی اہمیت کی باتیں ہیں وہ یہ ہیں:

1. انقلاب ماہیت میں اصل الاصول خمر کا سرکہ بن جانا ہے، چاہے یہ خود بخود بنے یا کسی کے عمل کا نتیجہ ہو، مثلاً اس میں کوئی چیز ڈال دی گئی ہو۔
2. شراب کے علاوہ دوسری چیزوں میں انقلاب ماہیت ہو جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک یہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ ابن نجیمؒ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ اور بقول ان کے امام ابو حنیفہؒ بھی ان کے ساتھ ہیں۔
3. امام ابو یوسفؒ کے ہاں انقلاب ماہیت معتبر نہیں ہے۔
4. امام محمدؒ کے قول پر فتوی ہے، اور اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام ابو یوسفؒ کی دلیل

امام ابو یوسفؒ کی دلیل ذکر کرتے ہوئے علامہ کاسانی ''البحر الرائق'' میں لکھتے ہیں:

"وجه قول أبي يوسف أن أجزاء النجاسة قائمة، فلا تثبت الطهارة مع بقاء العين النجسة، والقياس في الخمر إذا تخلل أن لا يطهر، لكن عرفناه نصا بخلاف القياس، بخلاف جلد الميتة فإن عين الجلد طاهرة، وإنما النجس ما عليه من الرطوبات، وأنها تزول بالدباغ"(6)

(امام ابو یوسفؒ کے قول کی وجہ یہ ہے کہ نجاست کے اجزاء ابھی باقی ہیں، لہذا نجس عین کے باقی رہتے ہوئے طہارت ثابت نہیں ہو سکتی، شراب کے متعلق قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ

جب وہ سرکہ بن جائے تو پاک نہ ہو، لیکن خلاف قیاس اس پر نص وارد ہوئی ہے (لہذا ہم دوسری چیزوں کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے)، برخلاف مردار کی جلد کے تو اس کی ذات پاک ہے، صرف اس پر پائے جانے والی رطوبتوں کی وجہ سے یہ نجس تھی، اور وہ دباغت سے زائل ہو گئیں۔)

امام ابو یوسفؒ کے مسلک کا خلاصہ یہ نکلا کہ وہ انقلاب ماہیت کے قائل نہیں، ان کے نزدیک نجس چیز پاک نہیں ہو سکتی، نجاست کچھ نہ کچھ باقی رہتی ہے۔ شراب اگر سرکہ بن جائے تو خالف قیاس نص کی وجہ سے پاک شمار کیا جائے گا، لیکن اس پر دوسری چیزوں کو قیاس نہیں کر سکتے۔ مردار کی جلد کے متعلق ایک تو یہ کہ وہ خلاف قیاس ہے اور دوسرا یہ کہ جلد کی عین پاک ہے، البتہ اس کی رطوبتیں ناپاک تھیں ان کو دباغت سے پاک کیا گیا۔

امام محمدؒ کی دلیل

امام محمدؒ کی دلیل ذکر کرتے ہوئے علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں:

"وجه قول محمَّد أن النجاسة لما استحلت، وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة، لأنها اسم لذات موصوفة، فتعدم بانعدام الوصف، وصارت كالخمر إذا تخللت"(7)

(امام محمدؒ کے قول کی وجہ یہ ہے کہ نجاست جب بدل گئی، اور اس چیز کے اوصاف اور معانی بھی بدل گئے، تو یہ نجاست اب نجاست نہیں رہی؛ اس لئے کہ نجاست اس چیز کو کہتے ہیں جو کہ اس صفت کے ساتھ متصف ہو، لہذا جب وصف نہیں رہی تو اس چیز کا نجس ہونا بھی ختم ہو گیا، جیسا کہ خمر جب سرکہ بنے۔)

انقلاب ماہیت سے متعلق برصغیر کے مفتیان کرام کے فتاوی

مفتی تقی عثمانیؒ صاحب کی رائے:

"بحوث في قضايا فقهيه معاصره" میں "الکوحل" کے بارے لکھتے ہیں:

"وحيث عمت البلوي في هذه الأدوية فينبغي أن يوخذ في هذا الباب كمذهب الحنفية أو الشافعي والله اعلم. ثم هناک جهة أخرى ينبغى أن يسأل عنها خبراء الكيميائى وهو أن هذه الكحول بعد تركيبها بأدوية أخرى هل تبقى على حقيقتها؟ أو تستحيل حقيقتها وما هيتها بعمليات كيمياوية فان كانت ماهيتها تستحيل بهذه العمليات بحيث لاتبقى الكحل وانما تصير شيئاً آخر فيظهر أن عند ذلک يجوز تناوله باتفاق الأئمة لأن الخمر اذاصارت خلاً جاز تناولها في قولهم جميعاً

لاستحالة الحقيقة"[8]

(جب الکحل سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال عام ہوگیا اور اس قسم کی دوائیں تمام لوگوں کی ضرورت میں داخل ہو گئیں تو عموم بلوی والی فقہاء کی اصطلاح کے اعتبار سے بھی جائز ہوگا، پھر ایک اور رُخ سے بھی مسئلہ پر بحث ہو سکتی ہے، جس سے کیمیاء کیمسٹری کے ماہروں سے دریافت کیا جاسکتا ہے، وہ یہ کہ الکحل کو دوسری دواؤں سے ملانے کے بعد کیا وہ الکحل اپنی اصلی شکل میں رہ جاتا ہے یا اس کی شکل اور حقیقت مختلف کیمیائی مراحل اور ادوار سے گزارنے کے بعد وہ شکل و حقیقت اس طرح بدل جاتی ہے کہ الکحل کچھ بھی نہ رہے، پس صرف دوسری چیز وہ دوائیاں (الکحل جس سے بدل گئی ہیں) رہ گئی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب الکحل نے اپنی حقیقت کھودی اور صرف دوائیاں رہ گئیں تو تمام ائمہ کے نزدیک اس کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ شراب جب سرکہ بن جائے تو تبدیلی ماہیت کی وجہ سے بالاتفاق جائز ہے۔)

پھر آگے خنزیر کے اجزاء سے بنے جلاٹین سے بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ان كان العنصر المستخلص من الخنزير تستحيل ماهيته بعملية كيمياوية بحيث تنقلب حقيقته تماماً. زالت حرمته ونجاسته وإن لم تنقلب حقيقته بقي على حرمته ونجاسته لأن انقلاب الحقيقة موثر في زوال الطهارة والحرمة عند الحنفية"[9]

(اگر خنزیر کے اجزاء سے بنا ہوا عنصر کیمیاوی تجزیہ سے اپنی پوری حقیقت بدل دے اور دوسری شکل اختیار کرلے تو اس کی حرمت اور نجاست کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اس کی اصلی شکل اور حقیقت باقی رہ جائے تو نجاست و حرمت کا حکم بھی باقی رہ جائے گا، اس لئے کہ طہارت وحرمت کے حکم کے بدل جانے میں حقیقت کا بدل جانا ہی اثر انداز ہوتا ہے۔)

مالکیہ کے نزدیک انقلاب ماہیت

مالکیہ کا مسلک استحالہ کے متعلق یہ ہے کہ اگر کسی چیز میں استحالہ صلاح کی جانب ہو تو وہ چیز پاک ہوگی، لیکن اگر استحالہ فساد کی جانب ہو تو وہ چیز ناپاک ہوگی۔ چنانچہ ”حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر“ میں ہے:

" من الطاهر لبن الآدمي ولو كافراً لاستحالته إلى الصلاح "10

پاک چیزوں میں آدمی کا دودھ بھی ہے اگرچہ آدمی کافر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اس کا استحالہ صلاح کی طرف ہے۔

ایک دوسری جگہ لکھا ہے:

"اذا تغير القيء وهو الخارج من الطعام بعد استقراره في المعدة كان نجساً وعلة

نجاسته الاستحالة إلى فساد، فإن لم يتغير كان طاهرا"(11)

(جب قے متغیر ہو جائے، اور وہ معدہ میں استقرار کے بعد طعام سے خارج ہے، تو نجس شمار ہو گی، اور اس کے نجاست کی علت فساد کی جانب استحالہ ہے، چنانچہ اگر وہ متغیر نہ ہو (معدہ میں استقرار پکڑے بغیر قے ہو جائے) تو وہ پاک ہو گی۔)

علامہ قرافیؒ "الذخیرہ" میں نجاست کے ارتفاع سے حکم کے تبدیل ہونے کے متعلق ایک قاعدہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قاعدة... وهي أن الله تعالى إنما حكم بالنجاسة في أجسام مخصوصة بشرط أن تكون موصوفة بأعراض مخصوصة مستقذرة .... فإذا ذهبت تلك الأعراض ذهابا كليا ارتفع الحكم بالنجاسة إجماعا كالدم يصير منيا ثم آدميا"(12)

(قاعدہ۔۔۔اور وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعض مخصوص اجسام میں نجاست کا حکم لگایا ہے وہ اس شرط پہ ہے کہ وہ اجسام مخصوص مستقذر اعرض کے ساتھ متصف ہوں ۔۔۔۔۔پس جب وہ اعراض کلی طور پر ختم ہو جائیں، تو اس بات پر اجماع ہے کہ نجاست کا حکم مرتفع ہو جائے گا، جیسا کہ خون کا منی اور پھر آدمی میں بدل جانا(خون کو پاک کرتا ہے۔)

پھر آگے لکھتے ہیں:

"ذلك فرق علماؤنا رحمة الله عليهم بين استحالة الخمر إلى الخل قضوا فيه بالطهارة وبين استحالة النجسة إلى الرماد لما فيه من بقية الاستقذار وعدم الانتفاع بخلاف الاول"(13)

(اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء نے خمر کے استحالہ اور نجس ہڈیوں کے استحالہ میں فرق کیا ہے، خمر میں طہارت کا حکم لگایا ہے، اور نجس ہڈیوں کے راکھ کو ناپاک شمار کیا ہے اس لئے اس میں استقذار باقی ہے اور عدم انتفاع پایا جاتا ہے، بخلاف خمر کے کہ اس میں یہ صورت نہیں پائی جاتی۔)

مالکیہ کے نزدیک اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے تو اس کا استعمال بلا کراہت جائز ہے، البتہ خود سے شراب کو سرکہ بنانا مکروہ ہے۔ چنانچہ "الاشراف علی نکت مسائل الخلاف" میں قاضی عبدالوہاب مالکیؒ لکھتے ہیں:

"مسألة: يكره تخليل الخمر، فإن خللت أساء وجاز أكلها"(14)

(مسئلہ: شراب کو سرکہ بنانا یا مکروہ، اگر سرکہ بنایا گیا تو برا ہے، البتہ کھانا جائز ہے۔)

حضرات شوافع کے نزدیک انقلاب ماہیت

حضرات شوافع کے نزدیک خمر (شراب) اگر خو بخود سرکہ بن جائے تو اس کا استعمال جائز ہے، اگر کسی آدمی کے فعل سے یا اس میں کسی کیمیائی عمل سے سرکہ بنا گیا ہو تو جائز نہیں ہے، چنانچہ " الحاوی الکبیر" میں امام شافعیؒ کا مسلک یہ بیان کیا گیا ہے:

"قال الشافعي ﷺ: فإن صار خلا بصنعة آدمي فلا يكون ذلك حلالا"

اس پر علامہ ماوردیؒ کا تبصرہ ملاحظہ کیجیئے:

"وهذا كما قال. لا يحل تخليل الخمر، فإن خللها بخل أو ملح ألقاه فيها فهي نجسة لا يحل شربها لكن لا يفسق مستحلها، ولا يحد شاربها "(15)

(یہ ان کا فرمان ہے۔ شراب کو سرکہ بنانا جائز نہیں، اگر شراب کو سرکہ ڈال کر یا نمک ڈال کر سرکہ بنایا تو اس کا پینا حلال نہیں، وہ نجس ہے، لیکن اس کے حلال سمجھنے والے کو فاسق نہیں کہا جائے گا، اور نہ اس کے پینے والے کو حد لگے گی۔)

امام نوویؒ "منہاج الطالبین" میں فرماتے ہیں:

کوئی نجس العین چیز پاک نہیں ہو سکتی سوائے شراب کے جب وہ خود بخود سرکہ بن جائے ۔۔۔۔۔۔ اگر اس نے شراب میں کوئی چیز ڈال کر سرکہ بنایا تو یہ پاک نہیں ہوگا۔

علامہ خطیب شربینیؒ اس کی علت ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو چیز اس میں ڈالی گئی تھی وہ اس میں ڈھلنے کے ساتھ نجس ہو گئی تھی، اور یہی نجس چیز اس کو سرکہ میں تبدیل ہونے کے بعد بھی نجس کر دیتی ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب اس نے حرام چیز ڈال کر جلدی کی تو اس کو اس کے ارادے اور قصد کی سزا ملی۔"(16)

شوافع میں سے شیخ الاسلام زکریا الانصاریؒ فرماتے ہیں:

"(ويطهر كل نجس استحال حيوانا) كدم بيضة استحال فرخا (على القول بنجاسته)"(17)

"اور ہر نجس چیز منقلب ہو کر حیوان بن جائے تو وہ مطہر ہوتا ہے، جیسا کہ انڈے کا خون جب بدل کر چوزہ بن جائے تو اس کی نجاست ختم ہو جائے گی، یہ اس قول کے مطابق ہے جو انڈے کے اندر والے خون کو نجس کہتے ہیں۔"

خلاصہ یہ کہ شوافعؒ کے نزدیک کوئی نجاست انقلاب ماہیت سے پاک نہیں ہوتی ہے اور نہ آگ میں جلنے سے، سوائے تین چیزوں کے

1. شراب اپنے برتن میں خود سے سرکہ بن جائے۔
2. کتے اور خنزیر کے علاوہ مردار کی کھال کو دباغت دی جائے۔
3. وماصار حیوانا کالمیتۃ اذا صارت دودا الحدوث الحیاۃ۔

چنانچہ گوبر، لید وغیرہ کی راکھ ناپاک ہے، ناپاک تیل سے بنایا گیا صابن ناپاک ہے، اگر کتا یا گدھا نمک بن جائے تو وہ نجس ہیں۔

مذہب حنبلی اور انقلاب ماہیت

علامہ ابن قدامہؒ ''الشرح الکبیر'' میں '' المقنع'' کی عبارت:

" (ولا يطهر شئ من النجاسات بالإستحالة إلا الخمرة إذا انقلبت بنفسها)"

کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"فلو أحرق السرجين فصار رماداً أو وقع كلب في ملاحة فصار ملحاً لم يطهر كالدم إذا استحال قيحاً أو صديداً ولأن النبي ﷺ نهى عن أكل الجلالة وألبانها لأكلها النجاسة فلو كانت النجاسة تطهر بالإستحالة لم يؤثر أكلها النجاسة لأنها تستحيل، ويتخرج أن تطهر النجاسات كلها بالإستحالة قياساً على الخمرة إذا انقلبت، وجلود الميتتة إذا دبغت والجلالة إذا حبست"(18)

مزید لکھتے ہیں:

"فأما الخمرة إذا انقلبت بنفسها خلا فإنها تطهر لا نعلم في ذلك خلافاً لأن نجاستها لشدتها المسكرة الحادثة لها وقد زال ذلك من غير نجاسة خلفتها فوجب أن تطهر كالماء الذي يتنجس بالتغيير إذا زال تغييره بنفسه ولايلزم عليه سائر النجاسات لكونها لا تطهر بالاستحالة لأن نجاستها لعينها والخمر نجاستها لأمر زال بالإنقلاب "(19)

خلاصہ یہ کہ حنابلہؒ کے نزدیک انقلاب ماہیت مطہر نہیں ہے۔ قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب خمر، سرکہ بننے سے پاک ہو جاتا ہے تو دوسرے نجس اشیاء بھی استحالہ کی وجہ سے پاک ہوتے، لیکن ان کے نزدیک استحالہ صرف خمر کے ساتھ خاص ہے جبکہ وہ خود سرکہ بن جائے۔اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے جو اشیاء نجس ہیں ان کی نجاست لعینہ ہے، یعنی ان کی ذات ہی نجس ہے، لہذا وہ پاک نہیں ہو سکتے، رہی بات شراب کی تو اس کی نجاست لعینہ نہیں ہے، اور انقلاب ماہیت کی وجہ سے نجاست زائل بھی ہو جاتی ہے۔

نتائج البحث

1. استحالہ شرعاً "نجاست کے اوصاف اور معانی کا اس طرح تبدیل ہونا ہے کہ نجاست کے اوصاف ختم ہونے کی وجہ سے وہ نجاست سے ہی نکل جائے" اس کا نام استحالہ ہے۔
2. جب ناپاک چیز تبدیل ہو کر کسی اور چیز میں تبدیل ہو گئی، تو اس کو پاک گردانا جائے گا، یہ اس لئے کہ شریعت نے نجاست کا وصف اس حقیقت پر لگایا تھا، جب حقیقت ہی بدل گئی تو اب حکم دوسری حقیقت پر لگے گا۔ لہذا جب مردار نمک بن جائے تو نمک کی حقیقت اور ماہیت دوسری ہے، تو اس پر نمک کے احکام جاری ہونگے۔ اس کی نظیر شریعت میں ناپاک نطفہ ہے، جب وہ اپنی صفات بدل کر مضغہ بن جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انگور کا مشروب شراب بن جائے تو نجس اور ناپاک، لیکن جب سرکہ بن جاتا ہے تو پاک اور مرغوب بن جاتا ہے۔
3. احنافؒ اور بعض حنابلہ کے نزدیک انقلاب ماہیت مطلقاً مطہر اور پاک کرنے والی ہے، چاہے خود بخود انقلاب ماہیت ہو جائے، یا کسی عامل کے عمل کا نتیجہ ہو۔
4. شراب کے علاوہ دوسری چیزوں میں انقلاب ماہیت ہو جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک یہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاک ہو جاتا ہے، اور بقول امام ابن نجیمؒ کے امام ابو حنیفہؒ بھی ان کے ساتھ ہیں۔
5. امام ابو یوسفؒ انقلاب ماہیت کے قائل نہیں، ان کے نزدیک نجس چیز پاک نہیں ہو سکتی، نجاست کچھ نہ کچھ باقی رہتی ہے۔ شراب اگر سرکہ بن جائے تو خالف قیاس نص کی وجہ سے پاک شمار کیا جائے گا، لیکن اس پر دوسری چیزوں کو قیاس نہیں کر سکتے۔
6. جمہور مالکیہ، شوافع، حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ استحالہ اور انقلاب ماہیت مطہر اور پاک کرنے والا نہیں، سوائے شراب کے جب وہ خود بخود سرکہ بن جائے، حیوان کا دودھ جب خون بن جائے، یا ہرن کا خون جب مشک بن جائے۔
7. مالکیہؒ کے نزدیک اگر کسی کے فعل سے شراب سرکہ بنے تو اس کا استعمال جائز ہے، البتہ ایسا کرنا درست نہیں۔
8. حضرات شوافعؒ کے نزدیک کسی عمل سے شراب سرکہ بنے تو پاک نہیں ہو گی، وہ پاک چیز جس سے شراب سرکہ بنے وہ خود خمر میں داخل ہونے کے بعد ناپاک ہو جاتی ہے۔

حوالہ جات و حواشی

1۔ ابو العباس، احمد بن محمد بن علی الفیومی، حموی، (متوفی: نحو 770ھ)، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، المکتبۃ العلمیہ۔بیروت، 157/1۔

2۔ الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ۔الکویت، 278/10۔

3۔ ایضًا۔

4۔ ایضًا۔

5۔ ابن نجیم مصری، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، (متوفی: 970ھ)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری، دار الکتاب الاسلامی، 239/1۔

6۔ کاسانی حنفی علاء الدین، ابو بکر بن مسعود بن احمد، (متوفی: 587ھ)، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، طبع: دوم، 1406ھ- 1986م، 85/1۔

7۔ ایضًا۔

8۔ قاضی محمد تقی عثمانی بن شیخ مفتی محمد شفیع، بحوث فی قضایا فقہیہ معاصرہ، دار القلم۔دمشق، طبع: دوم، 1424ھ- 2003م، 343/1۔

9۔ ایضًا، 343/1، 344۔

10۔ دسوقی، محمد بن احمد بن عرفہ مالکی، (متوفی: 1230ھ)، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، دار الفکر، 50/1۔

11۔ ایضًا، 51/1۔

12۔ قرافی، ابو العباس شہاب الدین احمد بن ادریس بن عبد الرحمن مالکی، (المتوفی: 684ھ)، الذخیرۃ، ت: جزء 1، 8، 13: محمد حجی، جزء 2، 6: سعید اعراب، جزء 3 - 5، 7، 9-12: محمد بو خبزہ، دار الغرب الاسلامی- بیروت، 188/1۔

13۔ ایضًا، 189/1۔

14۔ قاضی ابو محمد عبد الوہاب بن علی بن نصر بغدادی مالکی، (422ھ)، الاشراف علی نکت مسائل الخلاف، ت: حبیب بن طاہر، دار ابن حزم، طبع: اول، 1420ھ-1999م، 579/2۔

15۔ ماوردی، ابو الحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب بصری بغدادی، (متوفی: 450ھ)، الحاوی الکبیر فی فقہ مذہب الامام الشافعی وہو شرح مختصر المزنی، ت: شیخ علی محمد معوض - شیخ عادل احمد عبد الموجود، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان، طبع: اول، 1419ھ-1999م، 112/6۔

16۔ بحوالہ حلال وحرام کے شرعی معیارات، ص: 302۔

17۔ زکریا بن محمد بن زکریا الانصاری، زین الدینابو یحیی السنیکی، (متوفی: 926ھ)،اسنی المطالب فی شرح روض الطالب، دار الکتاب الاسلامی، 18/1۔

18۔ ابن قدامہ حنبلی ،عبد الرحمن بن محمد بن احمد بن قدامہ مقدسی جماعیلی حنبلی، ابو الفرج، شمس الدین (المتوفی: 682ھ)،الشرح الکبیر علی متن المقنع، دار الکتاب العربی للنشر والتوزیع، 294/1، 293۔

19۔ ایضًا، 294/1۔